یا اسکا کوئی اور طریق محفوظ اسکو معلوم نہو - اور نہ اس مسئلہ کو مانے جو اس حدیث سے ثابت ہو جبتک کہ اسکی اصل دوسرے دلائل (آیات یا احادیث صحیحہ) مین نپاوے بالجملہ اس حدیث کو اور اس سے مستنبط مسئلہ کو نہ ماننے کا اسکو اختیار ہے حدیث کو ضعیف قرار دینے اور اسکی مفہوم (مسئلہ) کو محض بے اصل کہنے کا اسکو اختیار نہین ہے اور نہ مقلد کی یہہ شان ہے یہ بات ہم پہلے بھی ریویو رسالہ "قول متین" مین بضمن نمبر ۸ جلد ہشتم بتا چکے ہین اور اسکی کسیقدر تائید و تفصیل ہمارے مضمون مراسلت متعلق بعض مسایل تقلید و عمل بالحدیث مین بہی پائی جاتی ہے جو ذیل مین درج ہے یہ بیان بمنزلہ جملہ معترضہ ہے جو اہلحدیث کی نصیحت و ہدایت کی نظر سے قید قلم مین آیا - جسکے اختتام سے بیان امر سوم کا اتمام ہوا اور اسکے اتمام سے خاتمہ کا اختتام ہوا اور اس سے مضمون ختم ہوا - فللہ الحمد اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً -

---

"مراسلت متعلق بعض مسایل تقلید و عمل بالحدیث"

گلبرگہ علاقہ ریاست حیدر آباد دکن سے ایک قدیم معاون و محب اشاعۃ السنۃ نے ایک خط کے ذریعہ سے تقلید و عمل بالحدیث کے متعلق چند سوالات پیش کرکے جواب کا مطالبہ کیا اور یہہ بہی فرمایا کہ اس قسم کا کوئی مستقل مضمون بہی مندرج اشاعۃ السنۃ ہو تو اس سے تعمیم افادہ متصور ہے - لہذا امروست ان

سوالات کے مختصر جوابات درج رسالہ کئے جاتے ہین - خداے تعالی نے مہلت دی اور توفیق عطا فرمائی تو اس باب مین ایک مستقل اور مفصل مضمون بھی تحریر مین آئیگا انشا اللہ تعالی -

ان جوابات کو رسالہ مین شائع کرنے اور اس باب مین تحریر مستقل و مفصل مضمون کا وعدہ دینے کی وجہ ایک یہہ بہی ہے کہ ہمارے بہائیون مین اب ترک تقلید و دعوے عمل بالحدیث مین غلو ہوگیا ہے اور افراط شدید نے اُن پر غلبہ و تسلّط پایا ہے

وہ تقلید کا نام سُنکر اس سے ایسے چونک پڑتے ہین جیسے آگ کا خوف زدہ کرم شب تاب کو دیکہکر ڈر جاتا ہے - اور ترک تقلید کے نشہ مین ایسے سرشار ہین کہ محل ضرورت تقلید مین بہی کسی کی تقلید کو جائز نہین سمجہتے - اور اپنے فکر نارسا و اجتہاد نا روا سے کام لیتے ہین -

تقلید کو بلا استثنا صلواتین سناتے ہین اور مقلدین کو برملا برائی سے یاد کرتے ہین -

مقلدین تو یکطرف رہے اُن سے اپنے علمی اخوان اور اپنے گروہ کے اعیان (جنکو وہ موہنہ سے مقتدا کہہ چکے ہین - اور اُن کی پیشوائی کا اقرار کر چکے ہین) چہوٹتے وہ اُن کی کلام مین جواز تقلید کا (بامحل کیون نہو) اشارہ پاتے ہین تو اُن پر مقلد ہو جانے کا فتوے لگاتے ہین - اور اُن کے استدلال مین کلام مقلدین سے استشہاد دیکہتے ہین تو اس کو تقلید خارج از تحقیق قرار دیتے ہین -

اسکی تمثیل مین ہم بعض ناظرین شائقین و معاونین اشاعۃ السنۃ کو پیش کرتے ہین -

اشاعۃ السنۃ کے ایک پرانے حامی اور ہمارے دلی دوست اور مخلص معتقد (جنکا ایک مدت سے اشاعۃ السنۃ کی تعریف مین مونہہ سوکہتا تھا) اب ایک خاص مراسلت مین بالفاظ ذیل اسپر معترض ہین۔ "آپکا طرز تحریر بالکل اب تک مقلدانہ چلا جاتا ہے اور صرف قال اللہ قال الرسول سے آپکا اطمینان معلوم نہین ہوتا۔ اور صرف ان دو لغو کلام کے بیان کو آپ اپنے دعوے کے ثبوت مین مکتفی خیال نہین فرماتے۔ توضیح و تلویح اور ان کے علاوہ اور متقدمین کے کلام کو بار بار اپنے مدعا پر دلیل لاتے ہین" اور ایک مراسلت مین آپ اشاعۃ السنۃ کے فقرات منقولہ حاشیہ (۱) پر یہہ اعتراض جماتے ہین۔ "کہ اس مقام پر آپ نے تقلید شخصی و جمہوری وغیرہ کا کچھ بھی ذکر نہین کیا × × × × × × ترک تقلید کو باعث جرائم قرار دیا × × × × × × اسکو عام پیرایہ مین درج کرکے تمام تارکین تقلید کا دل دکھایا۔ × × × × × × اب لوگ اللہ کے فضل سے پہلے ہی اس پیرزال قحبہ تقلید کو طلاق دے چکے ہین۔ اس سے نکاح کا دوبارہ کوئی طالب نہین ہوتا")

اور وہ مہربان نشہ ترک تقلید مین سرشار ہونے کے سبب اتنا نہین سوچ سکے کہ اشاعۃ السنۃ کے استدلالات مین جو کلام غیر خدا و رسول سے تمسک پایا جاتا ہے وہ بطور استشہاد و متابعت (بغرض تفہیم ان لوگون کے جو اس کلام کے معتقد ہین) ہے نہ اس خیال سے کہ کلام خدا و رسول اپنے لئے تسلی و اطمینان بخش نہین ہے جسکو اہلحدیث کیا منصف مقلدین بھی کفر سمجھتے ہین اور یہہ استشہاد بغرض افہام مخاطبین خود خدا و رسول کے کلام مین موجود ہے (دیکھو سورہ لقمان مین نقل قول لقمان " واذ قال لقمان لابنہ وھو یعظہ یابنی لا تشرک باللہ الآیہ و غیرہ) ہمارا یہہ نقل اقوال غیر بغرض تسکین مخاطب تقلید ہے

(۱) وہ یہہ ہین کہ تقلید کا سلسلہ ... ہے اور سلف و خلف کی تالیفات مین اوس کی ترغیب

تو اس تقلید سے خدا و رسول بھی نہین بچے اور نہ وہ مہربان یہہ سمجھہ سکے ہین کہ فقرات محل اعتراض سے اس تقلید کا جواز نکلتا ہے جس سے مخالف کو بھی انکار نہین تھا اس تقلید کا جسکو آپ قحبہ زال سمجھکر طلاق دے چکے ہین (اسکی تفصیل دوسرے مہربان معترض کے کلام کے ذیل مین ہوگی انشاء اللہ تعالی)

اور ایک مہربان اشاعۃ السنۃ کے فقرات منقولہ حاشیہ پر ان کو مثبت تشیّد بھی یا تقلید معرض نص خیال فرماکر) ایک جنگی اخبار مین اسپر بعنوان "ریویو" بالفاظ ذیل نکتہ چینی فرماتے ہین اور اگر اس سے یہہ مراد ہے کہ مسایل اجتہادیہ و قیاسیہ مین جنکا سمجھنا مجتہد سے مخصوص ہے عامی کو تقلید ضروری ہے تو مسلم ہے۔ اہل حدیث اسکا انکار نہین کرتے اور اگر یہہ مراد ہے کہ عامی کو ہر مسئلہ مین خواہ وہ ظاہر نص مفسر سے مستفاد ہو یا بذریعہ اجتہاد و قیاس مفہوم ہو تقلید

کبثرت پائی جاتی ہے جنکا اقتباس ہماری تالیفات رسالہ اشاعۃ السنۃ وغیرہ مین بھی موجود ہے مگر اس مسئلہ کے محل صدق وہی لوگ ہین جو بصیرت رکھتے ہون انہی لوگون کے لئے خاص ان ہی مسائل مین جنمین انکو بصیرت حاصل ہو ترک تقلید جایز بلکہ ضروری ہے۔ ولیکن جو لوگ قران و حدیث سے خبر رکھتے ہون علوم عربیہ اور یہ دو جو خادم قران و حدیث ہین) سے محض ناآشنا ہون صرف اردو فارسی تراجم پڑہکر یا لوگون سے سنکر یا ٹوٹی پہوٹی عربی جانکر مجتہد اور سرابت حق تارک التقلید بن بیٹھے ہین انکو حق و ہدایت ترک تقلید سے بجز ضلالت کسی ثمرہ کی توقع نہین ہوسکتی۔

پچیس برس کے تجربہ سے ہمکو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہین وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہین۔ اشاعۃ السنہ نمبر (۲) جلد (۱۱) صد ۵۳ —

ضروری ہے تو غیر مسلم ہے" پھر فرماتے ہین "ایک شخص عامی کا عالم واقف سے یہ
سوال کرنا کہ فلان مسئلہ مین کتاب سنت کے موافق کیا حکم ہے اور روایت و خبر کا
طلب کرنا تقلید مین داخل نہین ہے اور اسپر امام شوکانی کے اس قول سے "ان
التقلید انما هو قبول رای الغیر دون روایته" استشہاد فرماتے ہین۔
(اس نکتہ چینی پر ایک مشفق احباب نے ان سے سوال کیا کہ اس ریویو (نکتہ چینی)
سے آپکا منشا کیا تقلید شخصی کے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری کب قائل
ہین کہ آپ اس مین اگر مذکور داخل کرکے ریویو سے ایک جھگڑا کھڑا کرنا چاہتے
ہین تو آپ اسکے جواب مین لکھتے ہین "ساجی حضرت منشا صرف اظہار حق ہے
ریویو سے یہی غرض ہوتی ہے کہ خطا و صواب کو بخوبی آشکارا کر دیا جاوے (جس سے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ فقرات مذکورہ "اشاعة السنة" مین حق نہین کہا گیا۔ بلکہ
حق باطل دونو کا ان مین اشتباہ ہے)
اور وہ ترک تقلید کے وجہ مین بے اختیار ہونے کے سبب یہ خیال نہین
فرما سکے کہ ان فقرات اشاعة السنة مین الفاظ "بصیرت" "وہ ترک تقلید جائز ہے"
"ہر بات مین تارک التقلید" "مجتہد مطلق" "مطلق تقلید کے تارک" ساتھ تصریح
الفاظ مین جنکو ادنی غور کے ساتھ ملاحظہ کرنے سے صاف سمجھ مین آتا ہے کہ جس
مسئلہ مین کسیکو قرآن و حدیث سے (اپنے ذاتی علم سے یا کسی اہل علم کے بتانے
سے) بصیرت حاصل ہوا ہے اس مین ترک تقلید جائز ہے اور ترک تقلید کا عدم جواز
اسی حالت سے مخصوص ہے کہ اسکو اس مسئلہ مین قرآن و حدیث کا علم نہ ہو جیسا
معترض نے خود تسلیم کر لیا ہے اور ان الفاظ سے ہرگز یہ مفہوم نہین ہوتا کہ جو امر
نص و خبر کا کسی کو علم ہو جاوے تو پھر بھی وہ تقلید کا لازم سمجھے پھر ان فقرات
سے اس مفہوم کا مراد ہونا انہے کیون تجویز کیا اور اگر نا ملاکر اسکے مراد ہونیکا سوال

کیون چہا دیا۔ اور معہذا اس حوال کا منشا اظہار حق بتایا اور یہہ خیال نفرمایا کہ یہہ باطل کو حق سے ملانا ہے نہ حق کا باطل سے ممتاز و آشکار کرنا۔

یہان یہہ امر باقی رہا کہ بے علم کو حدیث و قرآن کا علم کیونکر ہوسکتا ہے اور اہل علم کے ساتھ وہ کس حالت مین محقق اور کس صورت مین مقلد کہلاتا ہے اور قول امام شوکانی (جس سے پیروی روایت کا تقلید نہونا ثابت ہے) کیا معنے رکہتا ہے۔ سو ہمارے جواب سوالات مین بخوبی طے ہوگا۔ انشاءاللہ تعالی۔

ان تمثیلات سے ہمارے خواص کا ترک تقلید مین غلو ثابت ہے تو اس سے عوام کے غلو کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے۔ اور مسئلہ ترک تقلید مین مسلک اعتدال کے بیان کی ضرورت مخفی نہین رہتی و آنرا انجا کہ ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کے ملک ہندوستان مین مسئلہ ترک تقلید کی اسقدر اشاعت ہوئی ہے جس کی نظیر اسکے اقران سے پائی نہین گئی۔ لہذا اس غلو کا (جو اس مسئلہ مین لوگون کی غلط فہمی سے پیدا ہوا) تدارک بہی اسکا ایک بڑا بہاری فرض ہے۔ اسوجہ سے ان جوابات کو اس رسالہ مین شائع کرنا اور آئندہ اسباب مین ایک مستقل و مفصل مضمون لکہنا ایک ضروری اور اہم امر ہے جو عمل مین آتا ہے اور آئندہ انشاءاللہ تعالی۔ اختتام مراسلت کے بعد اخوان مقلدین کی خدمت مین بہی کچھ گذارش ہوگا جسمین انکے اشد و کا از الہ مدنظر ہے۔

نقل مراسلت متضمن سوالات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔

اما بعد خاکسار ٭ ـــــــ بخدمت بابرکت عالیجناب مخدومنا و مولانا مولوی ابوسعید

٭ راقم خط نے اپنے نام کی اشاعت کی اجازت نہیں دی لہذا نام ظاہر نہین ہوا۔

محمد حسین صاحب مدظلہم العالی - بعد عرض السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ التماس کرتا ہے - کہ رسالہ کا انتظار حد سے گذر گیا اور روز بروز اشتیاق بڑہ رہا ہے براہ توجہ تجویز اجرائے رسالہ فرمائے - ضمیمہ جات کی رسالہ سے بھی زیادہ ضرورت ہے خصوصاً ہم جیسے جاہلوں نادانوں اور ناواقفوں کے لئے اون کا معرض تعویق والتوا مین رہنا نہایت ہی حضرت بخش ہے - ہماری دانست مین یہہ بات متحقق ہے کہ آپ کے بابرکت ضمیمہ سے بہت سے خدشات اور شبہات رفع ہون گے اور مسائل اختلافیہ کی نہایت ہی عمدہ توضیح وتنقیح ہو جائیگی اور جو امر حق ہے اور راجح ہے عامہ اہلحدیث پر منکشف ہو جائیگا اور اہل تقلید دارباب مذاہب بھی جو منصف مزاج و بے تعصب ہین اوس کے اقبال سے چشم پوشی نفرمادین گے اور کم سے کم اتنا تو ضرور ہوگا کہ اہلحدیث کے مسائل کے دلائل کی تقویت اور ترجیح معلوم ہوگی اور اپنے معترضین ومخالفین کو جواب دینے کے لئے ایک تائید مناسب حاصل ہوگی -

اگرچہ ابھی تک جو رسائل وکتب تالیف وتصنیف ہوئے ہین اون سے اہل علم اور نیز عامہ اہلحدیث متمسک ومستدل ہوتے ہین لیکن خاکسار کے خیال مین آپ کا طرز بیان وتحریر وتفہیم مطالب سب سے علیحدہ اور اوقع فی النفوس پائی جاتی ہے اس لحاظ سے بعض احباب اور خاصکر اس خاکسار نے اپنے بہت سے شبہات کا دفعیہ مطالعہ ضمیمہ کے اوپر منحصر رکہا ہے دیکھئے کب یہہ امر ظہور مین آتا ہے - خداوند کریم سے اُلتجا ہے کہ جلد تر ضمیمہ شائع ہونے کے اسباب مہیا فرما دے اور موانعات کو دفع کرے -

بحث تقلید مین خاکسار اور نیز اکثر میرے احباب کو بہت سے شبہات و خدشات ہین اسلئے ایسے بیان یا براہین ودلائل واضحہ کی سخت ضرورت ہے جس سے یہہ اطمینان قلب حاصل ہو -

منجملہ اون شبہات کے ایک یہہ ہے کہ در حالیکہ بے علموں کو اہل علم سے دریافت
کرکے مسائل و احکام شرعی کی تحقیقات کرنے کا حکم ہے اور اپنے اجتہاد و فہم
سے کسی مسئلہ پر عمل کرنا اون کو جائز نہیں ہے تو ایسی حالت مین ترک تقلید کہان
متصور ہے اور جب زمانہ حال کے موجودہ علما سے عامی کو مسائل دریافت کر لینا
اور اون کے قول پر عمل کرنا جائز ہے تو ائمہ مجتہدین کی تقلید سے دست کش ہونے
مین کیا فائدہ - حالانکہ وہ بہ نسبت علماے زمانہ حال کے بدرجہا افضل و اکمل
تھے اور یہہ امر بھی ثابت ہے کہ مجتہدین اربعہ کے مسائل فقہی بھی سب بے دلیل
نہیں ہین اور کوئی نہ کوئی اصل اون کے مسائل کی دین مین پائی جاتی ہے اور
وہ اپنے اجتہاد سے اوسکی تحقیق کر چکے ہین تو پہر اس تقلید معین اور غیر معین
مین کیا فرق ہے -

دوسرا یہہ کہ معاینہ بعض کتب سے واضح ہوتا ہے کہ ائمہ مذاہب کے مستند احادیث
وغیرہ دلائل ایسے بھی ہین جن کی تصحیح و تنقید وہ کر چکے ہین اور اون سے تمسک
مسائل شرعیہ مین کرتے ہین جب یہہ بات ثابت ہے تو پہر اہلحدیث کے نزدیک
اون مسائل و دلائل کی بے اعتباری کیون ہے اور اون کے طرز استدلال اور
فقہا کے طرز استدلال مین کیا فرق ہے جس سے یہہ معتبر اور وہ غیر معتبر متصور
ہون - اور جب ایک جانب کی احادیث پر عمل کیا جائے اور دوسرے متروک العمل
ہون تو پہر جملہ احادیث پر عمل کیونکر ممکن ہے ایسا ہی جو احادیث متعارض
ایک دوسرے کی ہین اون مین جمع و توفیق کی کیا صورت ہے اور جن
احادیث کو ایک فریق ضعیف بتلاتا ہے اور دوسرا اوسکو قوی و صحیح تو ایسی
حالت مین دائرہ و مدار صحت و ضعف کا کونسا قاعدہ قرار دیا جائیگا محدثین کا
یا فقہا کا -

ایک خیال یہہ بھی ہوتا ہے کہ احادیث جن مین صاف وصریح احکام موجود ہون اور کسی تاویل یا اجتہاد یا توضیح کی ضرورت نہ واقع ہو بہت ہی تہوڑے ہونگے اور بہت بڑا حصہ احادیث وآیات کا ایسا ہے جن مین ضرورت تاویل و اجتہاد کی واقع ہوتی ہے پس ایسی حالت مین بھی اُسی تاویل یا اجتہاد مجتہدین (عام اس سے کہ مجتہدین سلف ہون یا خلف) کی اتباع ضرور ہوتی ہے خالص احادیث یا آیات کی اتباع کہان ہوسکتی ہے۔ جب یہہ بات مسلم ہے تو اتباع کے احق و مستحق مجتہدین سلف ہی ہو سکتے ہین۔ خاصکر وہ جو مشہور اور مقتداے جماعت کثیر ہین۔

بہرحال ایسے اور بہی خیالات وخدشات ہم جیسے ناواقفون اور بے علمون کے ذہن مین گذرتے ہین جن مین سے بعض بعض کا ازالہ رسالہ اشاعۃ السنۃ اور اوس کے ضمیمہ سے ہو بھی جاتا ہے لیکن تاہم کامل اطمینان اس وجہ سے نہین ہوتا کہ ہمارے اذہان قاصر ہین اور مطلب کی بات کو جلد سمجھ نہین سکتے۔ لہذا گذارش ہے کہ اگر کوئی ایک مضمون رسالہ اشاعۃ السنۃ مین اس مبحث کے متعلق جو عام فہم وتسلی بخش اور حاوی جمیع مراتب متعلقہ پر ہو شایع فرمایا جاوے۔ تو مناسب ہے۔ چنانچہ بعض مقامات رسالہ جلد نہم وغیرہ مین آپنے وعدہ بھی فرمایا ہے۔

ہماری ایسی موٹی سمجھ ہے کہ ہم اپنے دلی شبہات اور معترض کے اعتراضات کو بھی بصراحت اور جیسا کہ اپنے ذہن نشین ہے بذریعہ تحریر ادا نہین کرسکتے اور نہ ہم لوگ کسی اہل علم سے بخوبی پوچھکر اطمینان و ایقان حاصل کرسکتے ہین باایں ہمارا یہہ دعوی کہ ہم عامل بالحدیث ہین اور تارک تقلید ایک خیال خام وسوداے محال نظر آتا ہے اور ایسی ہماری حالت کو دیکھکر ہمارے علاقی بھائی

حنفیہ کو خوب موقع اعتراضات بنانے اور ہمارے اعتقاد اتباع سنت کو رفع کر دینے کا ہاتھ آیا ہے چنانچہ میرے چند احباب کو اور ایک بہت پرانے مشہور اہلحدیث و متبع سنت کو بعض حضرات حنفیہ نے چند کتب مناظرہ مثل چراغ ہدایت مطبوعہ بنگلور و فتح المبین و ظفر المبین وغیرہ و نیز کتاب ترجمہ اردو شرح سفر السعادۃ مولفہ مولوی عبدالحی صاحب واعظ بنگلور و فصل الخطاب جناب سید شاہ محی الدین صاحب مرحوم ویلوری صرف مطالعہ کے لئے دیکر اونکو خیال اتباع سنت سے پھیر کر مائل بتقلید کر لیا ہے چنانچہ جو صاحب پہلے اتباع مین مشہور تھے اب وہ تقلید مین مشار الیہ ہوگئے ہین اور چونکہ وہ بظاہر ہئیت امتیاز دینوی بہی رکھتے ہین لہذا وہ ساعی ہین کہ بہرحال سب لوگ اپنے ہمخیال ہو جائین اسی غرض سے وہ غربا اہلحدیث بھی جبرًا اقرار لیتے ہین کہ خیال عمل بالحدیث سے دست بردار ہو جائین اور عند الاستفسار ظاہر فرماتے ہین کہ اس حکمت عملی سے مقصود یہہ ہے کہ دوسرے لوگ شرک و بدعت سے اجتناب کرین اور موحد و پیرو سنت ہو جائین اس عمل بالحدیث کی وجہ سے جو لوگ شرک و بدعت مین مبتلا ہین وہ راستہ پر نہین آسکتے بہرحال ہمکو انکی نیت و غرض سے کوئی مقصود نہین ہے ہمکو اپنے خیال کی اصلاح و اعتقاد کی درستی مطلوب ہے بہتر ہے کہ آپ ان شکوک کا ازالہ فرمائین اور ہماری اس تحریر سے ہی آپ ہمارے بقیہ شبہات کا اندازہ فرما سکتے ہین - لہذا ہمارے اظہار و بیان کی بہی حاجت نہین اور نیز وہ اعتراضات رسائل مناظرہ فریقین مین مندرج ہین -

مجھسے بعض میرے مخلص احباب اور بعض میرے اکابر نے جو مجھکو تقلید کی طرف مائل کرنا چاہتے ہین یہہ فرمایا ہے کہ تیرے دل مین جو خدشات اس تقلید کے متعلق ہون اونکو بذریعہ تحریر مفصل لکھکر بہیجدے تو اوسکے جوابات دیئے جائینگے اور تشفی کردیجائیگی - مجھے نہین سوجھتا کہ مین انکو

کیا لکھوں اور جتنے خدشات میرے ذہن نشین ہے اونکو تو میں بالمشافہہ ونیز بذریعہ خطوط ظاہر تحریر کر ز کیا ہے اونکی یہہ خواہش ہے لہذا حضرت سے گذارش ہے کہ براہ عنایت بزرگانہ ایک فہرست سوالات کی عنایت فرمائی جاوے

شملہ ۶ جولائی نمبر ۴۵

اسکا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجبی مکرمی۔
سلام علیکم و برکاتہ۔ آپ کا خط مورخہ ہفتم شعبان ۱۳۰۶ ہجری کل مجھے پہونچا۔ مسئلہ تقلید مین جو خدشات آپ کے کلام سے مفہوم ہوتے ہین وہ سب اس ایک اجمالی جواب سے رفع ہوسکتے ہین کہ غیر مجتہد مطلق کے لئے تقلید مجتہدین سے فرار و انکار کی گنجایش نہین ہے اسکو کہین نہ کہین مجتہدین و محدثین کی تقلید کرنی پڑتی ہے (بعض مسایل فرعیہ مین ہو خواہ اصول و قواعد استنباط مین)[*]

---

[*] مسلم الثبوت مین ہے کہ جو مجتہد مطلق نہو گو عالم ہو اسکو اجتہادیات مین جن مین خود قدرت نرکھے مجتہد کی تقلید کرنا ضروری ہے۔ اگر اجتہاد کو لایق تجزی نہین۔

غیر المجتہد المطلق ولو عالما یلزمہ التقلید فیما لا یقدر علیہ من الاجتہادیات علی التجزی ومطلقاً علی نفیہ وقیل انما یلزم بشرط ان تبین لہ الصحۃ بدلیلہ۔ لنا المجتہدون من الصحابہ وغیرہم کانوا یفتون من غیر ابداء المستند فیتبعون من غیر نکیر شاع وذاع

جو لوگ اجتہاد کو لایق تجزی نہین سمجھتے وہ ہر مسئلہ مین غیر مجتہد کے لئے تقلید مجتہد کو ضروری سمجھتے ہین۔ بعض علما کا یہہ قول ہے کہ یہہ تقلید اسی صورت مین لازم ہے کہ مجتہد کے قول کی صحت دلیل سے معلوم ہو۔ ہماری دلیل بلا اشتباہ جواز تقلید پر یہہ ہے کہ

احادیث کے تصحیح و تضعیف میں و علی ہذا القیاس) یہ بات اشاعۃ السنہ نمبر ستم
جلد ہشتم میں بضمن رد یو ریلو قول ہشتم بتوضیحات بیان ہو چکی ہے ۔ محل انکار اہلحدیث
صرف دو قسم کی تقلید ہے ایک تقلید مقابل نص جسکی صورت یہہ ہے کہ خلاف آیت یا
حدیث کسی مذہب کے مقلد کو کوئی مسئلہ ثابت ہو تو وہ اس مسئلہ میں پیروی آیت یا حدیث

(مسلم الثبوت و مثلہ فی المعیار صفحہ ۱۴)
نقلا عن شرح المسلم لبحر الاسلام

صحابہ وغیرہ بلا ذکر سند و دلیل اقوال خود
فتوے دیا کرتے اور لوگ بلا انکار
انکی پیروی کرتے ۔

۵: حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں ابن حزم نے جو تقلید کو حرام کہا ہے وہ اس شخص

انما یتم ای قول ابن حزم التقلید
حرام فیمن له ضرب من الاجتهاد
ولو فی مسئلة واحدة وفیمن
ظهر علیه ظهوراً بیاناً ان النبی
صلی الله علیه وسلم امر بکذا
ونهی عن کذا وانه لیس بمنسوخ اما
بان یتتبع الاحادیث واقوال المخالف
والموافق فی المسئلة فلا یجد لها
نسخا وبان یری جما غفیرا من
المتبحرین فی العلم یذهبون الیه
ویری المخالف له لا یحتج الا بقیاس
او استنباط او نحو ذلك فحینئذ

کے حق میں ہے جو صاحب اجتہاد ہو
اگرچہ ایک مسئلہ میں ہو اور اس شخص
کے حق میں جسکو واضح طور پر معلوم
ہو چکا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فلاں مسئلہ میں ایسا فرمایا ہے یا
کسی امر کی ممانعت کی ہے اور یہہ
بھی معلوم ہو چکا ہو کہ وہ حکم منسوخ
نہیں احادیث اور اقوال مخالف اور
موافق کو وہ تلاش کرکے اس حکم
کا ناسخ حکم نہ پاتا ہو یا ایک جماعت اہل علم
مذہب اس حکم کی موافق دیکھتا ہو اور اس حکم
کے مخالف قول کی کوئی سند بجز قیاس کے نہ پاتا ہو

کی نہ کرے اور اس کے مقابلہ میں تقلید مذہب پر جما رہے - اس میں وہ کسی دلیل کا (قوی ہو خواہ ضعیف) اتباع نہ کرے - صرف اس خیال پر قایم رہے کہ خدا نے مجھے تقلید مذہب خاص کا حکم دیا ہے - اور اتباع قرآن و حدیث مجھپر واجب نہیں کیا قسم دوم تقلید شخصی یا تقلید مذہب معین ہے جسکی صورت یہہ ہے کہ ایک شخص ایک مذہب کی پیروی کو اپنے ذمہ فرض سمجھ لے اور دوسرے مذاہب کے کسی مسئلہ پر عمل کرنے کو جایز نہ جانے خواہ کیسی ہی حالت ضرورت پیش آوے اور اسکے اپنے مذہب میں وہ ضرورت پوری نہو سکے +

ان دو قسم کی تقلید سے اہل حدیث کو انکار کرنے کی وجہ یہہ ہے کہ ان اقسام کے جواز پر کوئی شرعی دلیل قایم نہیں ہے بلکہ اُن کی ممانعت پر اُن دلایل شرعیہ کی شہادت موجود ہے جنمیں اتباع ظاہر قرآن و حدیث کا ارشاد ہے اور جملہ اہل علم کی پیروی کی اجازت ہے + آپ سے کوئی ان اقسام کی تقلید تسلیم کرانا چاہے تو اس سے انکی جواز کی دلیل پوچھیں

لا سبب لمخالفة حديث النبي صلى الله عليه وسلم الا نفاق خفي او حمق جلي + وفيمن يكون عاميا و يقلد رجلا من الفقهاء بعينه يرى انه يمتنع من مثله الخطاء وان ما قاله هو الصواب البتة و اضمر في قلبه ان لا يترك تقليده وان ظهر الدليل على خلافه + وفيمن لا يجوز ان لا يستفتي الحنفي مثلا فقيها شافعيا وبالعكس ولا يجوز ان يقتدي الحنفي بامام شافعي مثلا فان هذا قد خالف اجماع القرون الاولى وناقض الصحابة والتابعين + حجة البالغة صفحہ ۱۶۰ و ۱۶۱

پھر وہ اس حکم نبوی کا خلاف کرے - اور اس شخص کے قول کو نہ چھوڑے - اور اس شخص کے حق میں جو فقہاء سے ایک شخص کو معصوم سمجھ کر اُس کی تقلید کو لازم ٹھیرا لے اور حنفی کا شافعی سے فتوے لینا اور ایک کا دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا جایز نہ سمجھے ایسا شخص اجماع پہلے زمانوں کا مخالف ہے اور صحابہ و تابعین کا

زیادہ بحث وسوالات کی کچھ ضرورت نہین ہے - اِس مجمل جواب سے آپکے جملہ خدشات جو آپ نے ظاہر کئے ہین یا جو آپ کے خیال مین ہین رفع ہو سکتے ہین تاہم بپاسخاطر جناب آپکے بعض سوالات اپنی عبارت مین نقل کر کے اُنکے جوابات تحریر کرتا ہون -

سوال اول - بعلمون کے لئے اجتہاد نا جایز ہے اور نیز سوال اہل علم واجب ہے تو پھر انکے لئے ترک تقلید کب متصور ہے -

جواب - عوام اور بعلمون کے لئے ترک مطلق تقلید کا کوئی قایل نہین بجز حافظ ابن حزم ظاہری *جنکا قول جمہور علماے اسلام کے نزدیک مسلم نہین (دیکھو حجۃ اللہ البالغہ

* **حضرت** شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین ابن حزم کا قول مذکور کہ تقلید حرام ہے

ولیس محلہ ای قول ابن حزم التقلید حرام الخ فیمن لا یدین الا بقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا یعتقد حلالا الا ما احلہ اللہ ورسولہ ولا حراما الا ما حرمہ اللہ ورسولہ لکن لما لم یکن لہ علم بما قالہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا بطریق الجمع بین المختلفات من کلامہ ولا بطریق الاستنباط من کلامہ اتبع عالما راشدا علی انہ مصیب فیما یقول ویفتی ظاہرا متبع سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان خالف ما یظنہ اقلع من ساعتہ من غیر جدال ولا

اُس شخص کے حق مین نہیں ہے جو آنحضرت ہی کے قول کا مطیع کہلاوے اور اس چیز کو حلال یا حرام سمجھے جسکو خدا اور رسول نے حرام ٹھہرایا مگر اسکو کسی مسئلہ مین قول نبوی کا علم نہ ہو یا آنحضرت کے مختلف اقوال کو وہ باہم متفق نہ کر سکے یا اوس قول سے وہ استنباط مسایل نہ کر سکے تو اس وقت کسی مجتہد کی تقلید کر لے اور جب اسکا قول قول آنحضرت کے مخالف معلوم ہو تو اوسکو فوراً چھوڑ دے -

دعقد الجید حضرت شاہ ولی اللہ و فتوحات مکیہ وغیرہ - اور خواص وقت کے بعض علما نے کہا ہے کہ عوام کا علماء سے کتاب و سنت کا حکم پوچھکر اسپر عمل کرنا

الأمصار فهذا كيف ينكره أحد مع أن الاستفتاء والإفتاء لم يزل بين المسلمين من عهد النبي صلى الله عليه وسلم ولا فرق بين أن يستفتي هذا دائما أو يستفتي هذا حينا وذلك حينا بعد أن يكون مجمعا على ما ذكرناه - حجۃ اللہ ص۱۲۱

ایسی تقلید سے کسیکو انکار نہیں - ایسی تقلید آنحضرت کے عہد سے متوارث چلی آئی ہے - ایسی تقلید ہمیشہ کے لئے ایک شخص کی ہو یا کبھی کسی کی ہو کبھی کسیکی - اسمیں آپس میں کوئی فرق نہیں ہے

اور آپ نے فرمایا ہے منجملہ اسباب تحریف دین ایک غیر معصوم کی تقلید ہے

ومنها التقليد غير المعصوم أعني غير النبي الذي ثبتت عصمته وحقيقته أن يجتهد واحد من علماء الأمة في مسئلة فيظن متبعوه أنه على الإصابة قطعا أو غالبا فيردوا به حديثا صحيحا وهذا التقليد غير ما اتفق عليه الأمة المرحومة فإنهم اتفقوا على جواز التقليد للمجتهدين مع العلم بأن المجتهد يخطئ ويصيب مع الاستشراف لنص النبي صلى الله عليه وسلم في المسئلة والعزم على أنه إذا ظهر حديث صحيح خلاف ما قلده فيه ترك التقليد واتبع الحديث

حجۃ اللہ البالغہ ص۱۲۷ فی ... ص۱۴۲

جسکی صورت یہہ ہے کہ ایک مجتہد کسی مسئلہ میں اجتہاد کرے اور اس کے پیرو یہہ سمجھکر کہ وہ معصوم ہے جو کہتا ہے یقیناً یا غالباً درست کہتا ہے قول مجتہد کی مخالف حدیث کو رد کردیں یہہ تقلید وہ نہیں ہے جس کے جواز پر اتفاق و اجماع امت ہو چکا ہے - اس جایز تقلید کی یہی صورت ہے کہ مقلد قول مجتہد کو خطا و صواب دونوں کا محتمل سمجھکر اسکی تقلید کرے اور حدیث نبویہ کا متلاشی رہے اور یہہ قصد مصمم رکھے کہ جب اس قول کے مخالف کوئی حدیث معلوم ہوگئی تو اس قول کو چھوڑدونگا اور اس حدیث پر عمل کرونگا -

تقلید نہین ہے بلکہ اتباع ہے - یہہ ایک اصطلاح یا لفظی نزاع ہے جسکو وہ اتباع
کہتے ہین اسی کا دوسرے علماء تقلید نام رکہتے ہین کیونکہ تقلید بے دلیل بات مان لینے کا

اور آگے ارشاد فرمایا ہے - تقلید کے دو قسم ہین واجب اور حرام -

اعلم ان تقليد المجتهد على وجهين
واجب وحرام فاحدهما من اتباع الرواية
ولو دلالة تفصيله ان الجاهل بالكتاب
والسنة لا يستطيع بنفسه التتبع ولا
الاستنباط فكان وظيفته ان يسأل
فقيها ما حكم رسول الله صلعم في مسألة
كذا وكذا فاذا اخبر اتبعه سواء كان
ماخوذا من صريح نص او مستنبطا منه
او مقيسا على المنصوص فكل ذلك راجع الى
الرواية عنه صلى الله عليه وسلم ولو دلالة
وهذا قد اتفقت الامة على صحته قرنا بعد
قرن بل الامم كلها اتفقت على مثله في
شرائعهم وامارة هذا التقليد ان
يكون عمله بقول المجتهد كالمشروط
بكونه موافقا للسنة فلا يزال متفحصا
من السنة بقدر الامكان فمتى ظهر حديث
يخالف قوله نبذه واخذ بالحديث ×××
والوجه الثاني ان يظن بالفقيه انه بلغ الغاية

واجب جو درحقیقت روایت کی پیروی
ہوتی ہے جسکی یہہ صورت ہے کہ
ایک شخص قرآن وحدیث سے بیخبر ہے
اپنے آپ قرآن وحدیث سے مسئلہ نکال
نہیں سکتا اسکا یہی کام ہے کہ وہ کسی
مجتہد سے یہہ سوال کرے کہ اس مسئلہ
مین خدا ورسول کا کیا حکم ہے جب وہ
اسکو حکم بتاوے صریح نص سے معلوم ہو
خواہ اس سے استنباط کیا گیا ہو تو وہ
اسکی پیروی کرے اس تقلید کا رجوع بروایت
حضرت رسالت کیطرف ہی اور اس کے
صحیح ہونے پر ہر زمانہ کا اتفاق چلا
آیا ہے اسکی علامت یہ ہے کہ مجتہد کے
قول پر اسکا عمل اس شرط سے مشروط
ہو کہ وہ مخالف سنت نہ ہو اور جب اس
قول کے مخالف حکم سنت سے ثابت
ہو تو اس قول کو وہ چھوڑ دے اور
سنت یا حدیث پر عمل کرے

نمبر

ہے اور عامیوں کے عمل واتباع میں یہی امر وقوع میں آتا ہے — عامی کو جو حکم کتاب و سنت کا علماء ثقہ سے معلوم ہوتا ہے — اسکو دلیل ہی سمجھ کر مان لیتا ہے

القصوى بلا يمكن ان يخطي فهما بلغه حديث صحيح صريح مخالفا لقوله لم يتركه او ظن انه لما قلده كلفه الله بمقالته وكان كالسفيه المحجور عليه فان بلغه حديث واستيقن بصحته لم يقبله لكون ذمته مشغولة بالتقليد فهذا اعتقاد فاسد وقول كاسد ليس له شاهد من النقل والعقل وما كان احد من القرون السابقة يفعل ذلك —
(عقد الجيد صفحہ ۲۲ و ۵۲)

حرام تقلید یہہ ہے کہ ایک شخص سے خطا کا ناممکن ہونا گمان کرکے اسکی تقلید کرے اور اس کے مخالف حدیث معلوم ہونے پر بھی اسکی تقلید نہ چھوڑیں یا یہہ سمجھیں کہ جب ہمنے اسکی تقلید کی تو سفیہ ہوگئے جسکا کوئی تصرف نافذ نہیں ہوتا — یہہ برا اعتقاد ہے اور کھوٹی بات ہے جسپر نقل و عقل سے کوئی شہادت پائی نہیں جاتی — ایسی تقلید پہلے زمانہ میں کوئی شخص نہ کرتا تھا —

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی فتوحات مکیہ ...

وصية — الذي اوصيك به ان كنت عالما تحرم عليك ان تعمل بخلاف ما اعطاك الله دليلك ويحرم عليك تقليد غيرك مع تمكنك من حصول الدليل فان لم تكن في هذه الدرجة وكنت مقلدا فاياك ان تلتزم مذهبا بعينه

میں فرماتے ہیں — لیکن تجھے وصیت کرتا ہوں کہ اگر تو عالم ہے تو تجھے اس دلیل (آیہ یا حدیث) کے جسکا علم خدا نے تجھے دیا ہے مخالف قول پر عمل کرنا اور اسمیں کسیکا مقلد ہو جانا حرام ہے اور اگر تو اس رتبہ میں نہیں ہے اور تو مقلد ہے تو پھر ایک مذہب کو لازم پکڑ لینے یعنی

جو عرفا تقلید کہلاتی ہے۔ کسی عامی کو کوئی عالم اگر یہہ بھی کہدیگا کہ یہہ مسئلہ حدیث یا قرآن میں یون آیا ہے۔ تب بہی وہ اسکے قول کو بے دلیل تسلیم کر لیتا ہے کیونکہ اس مسئلہ کی دلیل آیہ یا حدیث کا علم اس کو حاصل نہیں ہوتا اور اگر کوئی عالم اسکو

بل اعمل کما امرك الله وھو ان تسال اھل الذکر ان کنت لا تعلمو۔ واھل الذکر ھم العلماء بالکتاب والسنة واطلب دفع الحرج فی نازلتك ما استطعت واسئل عن الرخصة فی ذلك حتی تجدھا فان الله یقول ما جعل علیکم فی الدین من حرج وان قال لك المفتی ھذا حکم الله او حکم رسوله فی مسئلتك فخذ به و ان قال لك ھذا رای فلا تاخذ به وسئل غیرہ۔
(فتوحات مکیہ معیار ص ۱۲۸)

فرض ٹہرا لیئے سے بچیو۔ اور کتاب اللہ و حدیث کے جاننے والون سے یون سوال کر لو کہ فلان مسئلہ مین قران و حدیث کا کیا حکم ہے پہر مفتی اگر تیرے جواب مین یہہ کہے کہ یہہ خدا اور رسول کا حکم ہے تو تو اسپر عمل کر۔ اور اگر وہ کہے کہ یہہ میری راے ہے تو تو اسپر عمل نہ کر اور دوسرے سے کتاب اللہ و سنت کا حکم پوچھ لے

حضرت شاہ صاحب اور شیخ محی الدین ابن عربی کے کلام مذکور مین اس معیلم سائل کو جو علماء سے حکم کتاب و سنت پوچھکر اس پر عمل کرے مقلد کہا ہے ایسا ہی عقد الفرید مین ملا حسن شرنبلالی نے اور شرح تحریر مین ابن امیر الحاج نے اور مغتنم الحصول مین فاضل قندھاری نے علماء کی طرف رجوع کرنے کو تقلید کہا ہے فاضل قندھاری نے امام الحرمین سے نقل کیا ہے

حقیقة التقلید العمل بقول من لیس قوله احدی الحجج الا دلة الشرعیة

آیۃ قرآن یا حدیث پڑھکر بھی سناوے یا طوطے کی طرح یاد کراوے۔ تب بھی وہ آیہ یا حدیث کے معنے اور حدیث کی صحت تسلیم کرنے مین اس عالم کا مقلد کہلاتا ہے کیونکہ وہ کسی دلیل سے یہ نہین جانتا کہ آیہ یا حدیث کے وہ معنے جو اس عالم نے اسکو بتائے

بلا حجۃ منہا فلیس الرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والاجماع من التقلید (لان کلا منہما حجۃ شرعیۃ الی ان قال نقلا عن الحاوی القدسی لکن سمی (ای تقلید النبی صلی اللہ علیہ وسلم) تقلیدا لعرفیا ۔ (عقد الفرید ص۱۶) لکن العرف علی ان العامی مقلد للمجتہد قال امام الحرمین وعلیہ معظم الاصولیین وقال الغزالی والامدی وابن الحاجب ان سمی الرجوع الی الرسول والاجماع والمفتی والی الشہود تقلیدا فلا مشاحۃ (مختتم الحصول ومعیار ص۳)

کہ اکثر اصولی اسی پر ہین اور امام غزالی اور آمدی اور ابن حاجب سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماع یا مفتی یا گواہون کیطرف رجوع کرنیکا نام تقلید رکہا جاوے تو کوئی مضایقہ نہین۔ ان عبارات محدثین و فقہا واصولیین کو اس وقت کے اہلحدیث جو تقلید کے نام سے چونکتے ہین حوصلہ کے ساتھ ملاحظہ فرماوین اور اس لفظ سے گہبرانا چھوڑدین جسکو وہ اتباع وپیروی کہتے ہین۔ اسیکو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وشیخ محی الدین وغیرہ علما تقلید کہہ چکے ہین وہ لوگ شوق سے اسکو اتباع کہین۔ مگر کوئی اسکو تقلید کہے تو وہ اس سے کیون ڈرتے اور گہبراتے اور اپنے مخالفون پر ثابت کررہے ہین کہ علم وقول علماء سے اسکو مس نہین ہے۔ لفظی نزاع اہل علم کی شان نہین ہے اس زمانہ کے اہلحدیث چونکہ اکثر علم سے عاری ہین وہ تقلید کے لفظ مین بہت بحث ونزاع کرتے۔ اُنہی حضرات کی نمایش کے لئے یہہ بات جتائی گئی ہے خدا تعالی انکو توفیق فہم عطا کرے۔

ہیں کیونکہ صحیح ہیں۔ اور اس حدیث کی صحت کیونکہ ثابت ہے لہذا اسکی یہہ تسلیم بلا دلیل تسلیم ہے جو تقلید کہلاتی ہے گو اسکو کوئی تقلید نہ کہے اتباع نام رکھے امام شوکانی علیہ الرحمہ نے جو فرمایا ہے کہ تقلید کسی کی رائے کی پیروی کا نام ہے نہ اسکی روایت کی پیروی کا یہہ ہمارے اس بیان کا موید ہے نہ مخالف۔ کیونکہ جن امور میں عوام علماء کی پیروی کرتے ہیں اُن کا اکثر حصہ رائے ہے نہ روایت۔ روایت صرف وہ الفاظ حدیث ہیں جو قال قال سے بیان کئے جاتے ہیں۔ ان الفاظ کے معانی دقیق کا بیان کرنا رائے سے ہوتا ہے انکی صحت و سقم کا اظہار رائے سے جن کا اتباع رائے کا اتباع ہے۔

ہمارے ریویو رسالہ قول متین میں بصفحہ ۲۱۶ نمبر ۸ جلد ۸ اشاعۃ السنہ میں جو دعوے کیا گیا ہے کہ محدثین کا اتباع ان امور میں جو نقل اور واقعات کے متعلق ہیں تقلید نہیں ہے بلکہ اتباع دلیل ہے۔ وہ بھی اس بیان با برہان کے مخالف نہیں ہے یہہ بیان عوام وجہلا کے حق میں ہے اور وہ دعوی علماء کے حق میں جن کے اوصاف میں بیان ہوا ہے کہ وہ تسلیم معانی لغویہ میں اہل لغت پیروی کرتے ہیں فہم معانی شرعیہ میں قواعد اصول فقہ سے استمداد کرتے ہیں و علی ہذا القیاس۔ ان ہی علماء کے حق میں پہلے تقلید کو بنا بر تنزل تسلیم کیا ہے پھر ان ہی کے حق میں مقلد نہ ہونے کا دعوے کیا گیا ہے

سوال دوم۔ موجودہ علماء کے قول پر اعتماد اور ان کا اتباع جائز ہے تو تقلید مجتہدین سے جو علماء وقت سے افضل ہیں دست کشی کیوں ہے؟

الجواب تقلید مجتہدین سے کوئی اس وقت دست کشی نہیں کر سکتا۔ عامی میں تو وہ بواسطہ علمائے وقت مجتہدین کی تقلید کر رہے ہیں۔ علماے وقت کیطرف ان کا رجوع کرنا بعینہ اُن مجتہدین کیطرف رجوع کرنا ہے جن کے پیرو و مقلد وہ علماء ہیں

فرق صرف اتنا ہے کہ وہ بلا واسطہ علماء وقت نہ اقوال یا اصول مجتہدین کیطرف رجوع کر سکتے ہین نہ بلا واسطہ مجتہدین کی طرف وہ منسوب ہو سکتے ہین - اسی نظر سے کہا گیا ہے "العامی لا مذہب لہ - انما مذہبہ مذہب مفتیہ"

اب رہے علماے وقت سو بہت سے مسایل فرعیہ قواعد اصولیہ ہین جن کے دلایل وہ نہین جانتے مجتہدین فقہا کے مقلد ہین اور حدیث کی صحت اور ضعف ان پر مخفی ہے تو ان کا مقلد ہونا تو ظاہر ہی ہے

سوال سوم - بہت سا حصہ احادیث کا ایسا ہے جسکا ظاہر معمول بہ نہین اور اسکی

---

* شرح تحریر ابن ہمام مین ابن امیر الحاج نے کہا ہے - کہتے ہین کہ عامی کا کوئی مذہب

بل قیل لا یصح للعامی مذہب لان المذہب لا یکون الا لمن لہ نوع نظر و بصیرۃ بالمذہب او لمن قرء کتابا فی فروع المذہب وعرف فتاوی امامہ واقوالہ واما من لم یتاہل لذلک بل قال انا حنفی انا شافعی لم یصر من اهل ذلک المذہب بمجرد هذا کما لو قال انا فقیہ و نحوی لم یصر فقیہا و نحویا - (شرح تحریر و معیار ص ۳۵۳) ایضا قالوا العامی لا مذہب لہ بل مذہبہ مذہب مفتیہ و علّلہ فی شرح التحریر بان المذہب انما یکون لمن لہ نوع نظر واستدلال و بصر بالمذاہب علی حسبہ او لمن قرء کتابا فی فروع ذلک المذہب و عرف فتاوی

[illegible]

نہین ہے کیونکہ مذہب تو اسکا ہوتا ہے جس کو مذہب مین نظر و بصیرت حاصل ہو اور کتب مذہب کو پڑھ سکے اور امام کے فتوے کو پہچان لے اور جو ایسا نہ ہو اور یون ہی کہدے کہ مین حنفی المذہب ہون یا شافعی المذہب ہون تو وہ ایسا ہے جیسا کوئی شخص کہدے کہ مین نحوی یا مجتہد ہون ایسا ہی ابن العابدین رد المختار حاشیہ در مختار مین کہا ہے آگے قول کا ترجمہ بعینہ وہی ہے جو عبارت شرح تحریر کا ترجمہ کیا گیا ہے

تعمیل و استدلال میں تاویل و اجتہاد کا بڑا دخل ہے ان احادیث کے عمل و استدلال کے وقت علما اپنے اجتہاد سے کام لیں مجتہدین سابقین کی طرف رجوع نہ کریں تو اس میں ترجیح مرجوح لازم آتی ہے کیونکہ مجتہدین سابقین بالیقین علم و فہم و دیانت و استقامت میں علمائے وقت سے بدرجہا راجح تھے۔ اور اگر مجتہدین سابقین کی طرف رجوع کریں تو اس سے تقلید مجتہدین ثابت ہوتی ہے جو دعوے ترک تقلید کے مخالف ہے ❊

الجواب اس قسم کی احادیث پر عمل و استدلال کے وقت مستدل کو (اگر وہ استدلال کا اہل ❊ ہے) اختیار ہے کہ اپنے فکر و اجتہاد سے کام لے خواہ مجتہدین سابقین کی طرف رجوع کرے۔ یہہ دونوں عمل خیر القرون ❊❊ میں پائے گئے اور سلف صالحین سے مروی

❊ یعنے ملکہ استنباط رکھتا ہو۔ اس ملکہ کی شرح اور اس اجتہاد کی شرائط کی تفصیل جلد سوم ضمیمہ اشاعت السنۃ میں ہو چکی ہے۔ ظواہر نصوص پر عمل و استدلال اس قسم سے نہیں ہے اسکی شرط ضمیمہ ۲ جلد اول میں بیان ہوئی ہے

❊❊ اس امر کی تفصیل حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ میں کی ہے جسکی نقل ہمارے ضمیمہ نمبر (۸ و ۹) جلد ۱ میں موجود ہے اس مقام میں اسکے چند فقرات عربیہ نقل کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں اعلم انہ کان من العلماء فی عصر سعید بن المسیب و ابراھیم والزھری و فی عصر مالک سفیان و بعد ذالک قوم یکرھون الخوض بالرای ویھابون الفتیا والاستنباط الا لضرورۃ لا یجدون منہا بدا وکان اکبر ھمھم روایۃ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم × × × × × × × × کان عندھم انہ اذا وجد فی المسئلۃ قرآن ناطق فلا یجوز التحول منہ الی غیرہ واذا کان القرآن محتملا لوجوہ فالسنۃ قاضیۃ علیہ فاذا لم یجدوا فی کتاب اللہ اخذوا بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواء کان مستفیضا

ہیں حجۃ اللہ البالغہ اور جلد دوم ضمیمہ اشاعۃ السنۃ میں اسکی تفصیل موجود ہے
ان دو نوں سے عمل دوم پر جو اعتراض وارد ہوتا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ
تقلید مذموم نہیں محمود ہے اور یہہ سلف صالحین کا عمل ہے جو خیر القرون میں پایا
گیا ہے ۱۰ ایسی تقلید کے ترک کا دعوی اہل حدیث ہونے کو لازم نہیں ہے —

داير بين الفقهاء او يكون مختصاً باهل بلد او اهل بيت او بطريق خاص
وسواء عمل به الصحابة والفقهاء او لم يعملوا به ومتى كان في المسئلة
حديث فلا يتبع فيها خلافه اثر من الآثار ولا اجتهاد احد من المجتهدين واذا
افرغوا جهدهم في تتبع الاحاديث ولم يجدوا في المسئلة حديثا
اخذوا باقوال جماعة من الصحابة والتابعين ولا يتقيدون بقوم دون
قوم ولا بلد دون بلد كما كان يفعل من قبلهم فان اتفق جمهور
الخلفاء والفقهاء على شيء فهو المقنع وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم
علما واورعهم ورعا او اكثرهم ضبطا او ما اشتهر عنهم فان وجدوا
شيئا يستوي فيه قولان فهي مسئلة ذات قولين فان عجزوا عن ذلك
ايضا تاملوا في عمومات الكتاب والسنة وايماءاتهما واقتضاءاتهما
وحملوا نظير المسئلة عليها في الجواب اذا كانتا متقاربتين بادي الرأي

× × × × × × × × × × × × × × ×وكان بازاء
هولاء في عصر مالك وسفيان وبعدهم قوم لا يكرهون المسائل ولا
يهابون الفتيا ويقولون على الفقه بناء الدين فلا بد من اشاعته ويهابون
رواية حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم والرفع اليه حتى قال
الشعبي على من دون النبي صلى الله عليه وسلم احب الينا فان كان فيه
زيادة او نقصان كان على من دون النبي صلى الله عليه وسلم وقال ابراهيم

اور جو اعتراض عمل اول پر وارد کیا گیا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ مجتہدین سابقین کا
علم و فہم و دیانت و استقامت میں راجح ہونا مسلم ہے - مگر ان کا علم و فہم دوسرے مستدل
کے لیئے (گو علم و فہم میں ان سے کم ہو) شرعی حجت نہیں ہے اور نہ اسکی پابندی
اسپر واجب ہے - خدا تعالی نے ہر ایک اہل الراے پر اسکی فہم کے مطابق عمل کرنا واجب
کیا ہے اور جس کو جس قدر دیا ہے اس سے زیادہ کا خراج طلب نہیں کیا لہذا کم فہم
مستدل اپنے فہم پر عمل کرسکتا ہے اور اس عمل کے سبب اسپر یہہ گمان نہیں ہو سکتا کہ

اقول قال عبد الله وقال علقمة احب الينا وكان ابن مسعود اذا حدث عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم تربد وجهه وقال هكذا او نحوه هكذا او شبهه
وقال عمر حين بعث رهطا من الانصار الى الكوفة انكم تاتون الكوفة فتاتون
قوما لهم ازيز بالقرآن فياتونكم فيقولون قدم اصحاب محمد قدم
اصحاب محمد فياتونكم فيسالونكم عن الحديث فاقلوا الرواية عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال ابن عون كان الشعبي اذا جاءه شيء اتقى
وكان ابراهيم يقول ويقول اخرج هذه الآثار الدارمي فوقع تدوين
الحديث والفقه والمسائل من حاجتهم بموقع من وجه آخر وذلك
انه لم يكن عندهم من الاحاديث والآثار ما يقدرون به على استنباط
الفقه على الاصول التي اختارها اهل الحديث ولم تنشرح صدورهم
للنظر في اقوال علماء البلدان وجمعها والبحث عنها واتهموا انفسهم
في ذلك وكانوا اعتقدوا في ائمتهم انهم في الدرجة العليا من
التحقيق وكان قلوبهم اميل شيء الى اصحابهم × × × × × ×
فمهدوا الفقه على قاعدة التخريج وذلك ان يحفظ كل احد كتاب
من هو لسان اصحابه واعرفهم باقوال القوم واصحهم نظرا في الترجيح

وہ اپنے فہم کو فہم سابقین پر ترجیح دیتا ہے۔ خصوصاً اس حالت میں کہ وہ صاف
یہہ کہہ رہا ہو کہ مجتہدین سابقین بڑے ان کا علم و فہم بڑا۔ میں چھوٹا میرا علم ناقص

فیتبعوا من کل مسئلہ وجہ الحکم فکلما سئل عن شیئ او احتاج الی
شیئ رای فیما یحفظہ من تصریحات اصحابہ فان وجد الجواب فیہا
والا نظر الی عموم کلامہم فاجراہ علی ہذہ الصورۃ او اشارۃ ضمنیۃ
لکلام فاستنبط منہا وربما کان لبعض الکلام ایماء او اقتضاء یفہم المقصود
وربما کان للمسئلۃ المصرح بہا نظیر یحمل علیہا وربما نظروا فی علۃ الحکم
المصرح بہ بالتخریج او بالسبر والحذف فاداروا حکمہ علی غیر المصرح بہ
وربما کان لہ کلامان لو اجتمعا علی ہیئۃ القیاس الاقترانی او الشرطی
انتجا جواب المسئلۃ وربما کان فی کلامہم ما ہو معلوم بالمثال والقسمۃ
غیر معلوم بالحد الجامع المانع فیرجعون الی اہل اللسان ویتکلفون
فی تحصیل ذاتیاتہ وترتیب حد جامع مانع لہ وضبط مبہمہ وتمییز
مشکلہ وربما کان کلامہم محتملا بوجہین فینظرون فی ترجیح احد المحتملین
وربما یکون تقریب الدلائل خفیا فیبینون ذلک وربما استدل بعض
المخرجین من فعل ائمتہم وسکوتہم ونحو ذلک فہذا ہو التخریج ویقال
لہ القول المخرج لفلان کذا او یقال علی مذہب فلان او علی اصل فلان
او علی قول فلان جواب المسئلۃ کذا وکذا ویقال لہؤلاء المجتہدون
فی المذہب "۔ حجۃ اللہ البالغۃ صفحہ ۱۵۲ وغیرہ

ان فقرات کا ترجمہ ہمنے اسلئے نہیں کیا ہے کہ ہمارے ضمیمجات نمبر ۸ و ۹
و ۱۰ جلد اول مطبوعہ ۱۸۸۱ء میں پوری عبارت کے ضمن میں ان کا ترجمہ
ہو چکا ہے ناظرین ان ضمیمہ جات اور ضمیمہ نمبر ۱ جلد ۱۱ کا صفحہ ۸۴ و ۸۷ وغیرہ

و فہم کوتاہ مگر میں اپنے فہم پر عمل کرنے کا مامور ہوں ۔ سابقین کا فہم عالی اور علم واسع میرے لئے واجب العمل اور حجت شرعیہ نہیں ہے ۔

کو ملاحظہ فرمائیں گے تو پورا حظ اٹھائینگے ۔ ان ضمیمجات کا ملاحظہ ان نیک گمان دوستوں کے لئے از بس ضروری ہے ۔ جو ایڈیٹر اشاعۃ السنہ پر اب تجدید و تبدیل خیالات کا گمان رکھتے ہیں اور وہ یہہ نہیں جانتے کہ اڈیٹر اشاعۃ السنہ اس سے نو برس پہلے ضمیمجات میں یہی خیالات ظاہر کر چکا ہے ۔ نو برس کیا زمانہ تالیف معیار و منح الباری میں اسکے یہی خیالات تھے ۔ ہم انصاف کا خون کرتے ہیں کہ باوجود اسکے تالیفات سابقہ کے اسپر تجدید خیالات کا گمان رکھتے ہیں *

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے کلام میں جو بیان ہوا ہے کہ سلف میں ایسے لوگ بھی گذرے ہیں جو احادیث رمحل اجتہاد کے نقل و استدلال سے توقف کرتے اور تقلید سابقین اور تخریج اقوال متقدمین میں مصروف رہتے ۔ اس کی تائید کلام فقہاء مذہب حنفی میں بھی پائی جاتی ہے

قال فی مطالب المومنین التقلید انواع ثلثۃ ۔ تقلید واجب[۱] و تقلید جائز[۲] و تقلید مذموم[۳] ۔ اما الواجب فتقلید الانبیاء علیہم السلام ۔ ولیس ھذا بتقلید فی الحقیقۃ بل عمل بالدلیل ۔ لان قولھم حجۃ وکذا التقلید للائمۃ الماضین فیما اجمعوا علیہ واجب وھو ایضاً

چنانچہ مطالب المومنین میں فرمایا ہے تقلید تین قسم ہے (۱) تقلید واجب (۲) تقلید جائز (۳) تقلید مذموم ۔ تقلید واجب انبیاء علیہم السلام کی تقلید ہے اور یہہ درحقیقت تقلید نہیں ہے بلکہ یہہ عمل بدلیل ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا قول ایک شرعی دلیل ہے ایسی تقلید ائمہ سابقین ان اقوال میں جنپر

—— جن لوگون نے اہل الرائے ہو کر عمل دوم اختیار کیا ہے اور فہم مجتہدین یا غیر کا اتباع اختیار کیا ہے اونہون نے بھی اپنے واجب العمل فہم کو محقق بے بیکار نہین چھوڑا

ليس بتقليد في الحقيقة فان اجماعهم
حجة وكذا تقليد العامة للعلماء
في فروع الدين واجب عند الفقهاء
وليس بتقليد في الحقيقة لانهم
لا يقولون الا عن دليل۔
واما التقليد الجائز فتقليد العلماء
للفقهاء في فروع الدين واصوله
جائز عند ابو حنيفه وليس بواجب
وعند ابي يوسف ومحمد لا يجوز
هذا التقليد لان التقليد انما يجوز
بقدر الحاجة ولا حاجة لان العالم
يقدر ان يتامل ليقف على الدليل
فلا حاجة الى التقليد فلا يجوز۔
ووجه قول ابي حنيفه هو ان
يجب التقليد لما انه لا حاجة اليه
فانه يقدر على ان يتامل ليقف على
حكم الحادثة فلا يجب التقليد ولكن
يجوز متى تعارضت الادلة فاشتبهت
عليه الدلائل فيحتاج الى تقليد غيره

سب کا اتفاق ہے یہ بھی تقلید نہین ہے
کیونکہ اتفاق بھی ایک شرعی دلیل ہے
ایسی ہی علما کی تقلید عوام کے لئے
مسایل فرعیہ مین ہے یہ بھی فقہا کے
نزدیک واجب اور وہ درحقیقت تقلید
نہین ہے کیونکہ علماء کے اقوال با دلائل
ہوتے ہین گو وہ اسکو ظاہر نہ کرین
لہذا یہہ تقلید حقیقۃً ان دلائل کی تقلید ہے)
جائز تقلید یہہ ہے کہ علماء وقت مجتہدین
کی تقلید کرین یہ تقلید امام ابوحنیفہ کے
نزدیک جائز ہے واجب نہین ہے
اور امام محمد و ابو یوسف اس کو جائز بھی
نہین جانتے انکی دلیل عدم جواز پر یہ ہے
کہ تقلید بقدر حاجت و ضرورت جائز
ہوتی ہے اور عالم خود دلائل مین فکر
و تامل کر سکتا ہے لہذا اسکو تقلید کی
حاجت نہین ہے ۔ امام ابوحنیفہ
اس تقلید کے واجب نہ ہونے پر بھی
دلیل پیش کرتے ہین جو صاحبین

اُن کے فہم نے ان کو بھی سکھایا اور بتایا ہے کہ خیر و برکت سابقین ہی کے اتباع میں ہے۔

وکذا اذا لم یشتبه الدلایل ولم یتعارض یجوز لہ التقلید لانہ لیس بتقلید فی الحقیقة ولا ینبغی لعالم ان یقلد عالما بل یتامل فی الدلایل حتی یقف واما التقلید المذموم فہو تقلید الاٰباء الجہال للجہال وکذا تقلید الانسان غیرہ فی مقابلة الادلة فہذا التقلید مذموم لان التقلید عند وجود الدلائل اللائحة والبراہین الواضحة لا یجوز کذا فی کفایة الاصول لمجد الائمة السرخسی رح

(تنبیہ الوسنان بتنزیل القرآن مختصراً للشیخ اشرف بن طیب بن تقی الدین عبد الحی)

نے پیش کی ہے اور اس کے جو اثر پر یہہ دلیل پیش کرتے ہین کہ جب دلایل (آیات و احادیث) مین تعارض ہوتا ہے تو ان مین اشتباہ واقع ہو جاتا ہے لہذا اس اشتباہ کے رفع کرنے کے لئے دوسرے (مجتہد) کی تقلید کرنی پڑتی ہے دلایل مین اشتباہ نہ ہی ہو تو تقلید جایز ہے کیونکہ وہ درحقیقت تقلید نہین ہے ہان ایک عالم کو دوسرے عالم کی (یعنے جو مجتہد نہو) تقلید مناسب نہین اسکو چاہئے کہ خود دلایل مین تامل کرے تقلید مذموم یہہ ہے کہ ایک جاہل دوسرے جاہل کی تقلید کرے یا کوئی اہل علم دلایل کے مقابلہ مین دوسرے اہل علم کی تقلید کرے یہہ تقلید اس لئے بری ہے کہ روشن دلایل اور واضح براہین کے ہوتے تقلید جایز نہین ہے - ایسا ہی مجد الائمہ سرخسی کی کی کتاب محیط مین ہے" یہ عبارت مطالب المومنین کے کتاب تنبیہ الوسنان مین ہمنے پائی اور باختصار نقل کی ہے +

سوال چہارم - چارون مجتہدین کے مسایل مذہب یکسان کچھ نہ کچھ اصل رکھتے ہین - جبکہ اصل محض کوئی مسئلہ نہین ہے تو پھر تقلید مذہب معین مین کیا نقصان ہے اور اس مین اور تقلید غیر معین میں کیا فرق ہے ؟

الجواب چارون اماموں کے مسائل کا کچھ نہ کچھ اصل رکھنے مین یکسان ہونا ہی بلا وجہ تعیین مذہب معین سے مانع ہے - اور اسمین نقصان یہہ ہے کہ بعض مواقع مین مقلد اپنے مذہب کے بعض مسایل پر عمل نہین کرسکتا اور وہ اپنے اِس التزام کے سبب دوسرے مذاہب کے مسایل پر عمل کرنے پر بھی قادر نہین ہوتا اِس وجہ

وکان ابن حزم یقول جمیع ما استنبطہ المجتہدون معدود من الشریعۃ وان خفی دلیلہ علی العوام ومن انکر ذلک فقد نسب الائمۃ الی الخطاء وانہم یشرعون مالم یاذن بہ اللہ و ذلک ضلال من قائلہ عن الطریق والحق انہ یجب اعتقاد انہم لولا راوا فی ذلک دلیلا ما شرعوہ فان اعتقادنا ان سائر الائمۃ علی ھدی من ربھم فی جمیع اقوالھم وما ثم الا قریب من عین الشریعۃ واقرب وبعید وابعد بحسب طول السند وقصرہ

میزان شعرانی صفحہ ۲۰ و ۳۱

*یہ امر کسیکو مستبعد معلوم ہو تو وہ امام شعرانی کی کتاب المنہج المبین فی بیان ادلۃ مذاہب المجتہدین اور میزان کبرے کو مطالعہ کریں امام صاحب میزان مین بصفحہ ۲۰ فرماتے ہین - امام ابن حزم فرمایا کرتے جو مسائل مجتہدون نے استنباط کئے ہین وہ شریعت سے شمار کئے جاتے ہین اگرچہ عوام کو انکے دلیل معلوم نہ ہو جو اس امر کا منکر ہے وہ آئمہ کو خطا وار کہتا ہے اور یہہ کہتا ہی کہ ائمہ نے اپنے طرف سے وہ دین نکالا ہی جسکا خدا نے حکم نہیں دیا ایسا کہنا قایل کی گمراہی ہے اور حق یہہ اعتقاد ہی کہ اگر وہ مسائل کی دلیل نہ دیکھتے تو انکو احکام شرع ہر گز نہ ٹھہراتے - اور صفحہ ۳۱ مین فرماتے ہین ہمارا اعتقاد یہہ ہی کہ سبھی امام خدا کی

سے بعض مسایل شریعت کا عمل بالکل اس سے فوت ہو جاتا ہے اور یہ امر تقلید غیر معین
مین واقع نہین ہوتا جب مقلد غیر ملتزم ایک مذہب کے کسی مسئلہ پر عمل نہین کر سکتا تو
وہ اس باب مین دوسرے مذہب کے مسئلہ پر عمل کر سکتا ہے اور عمل شریعت بالکل
اس کے ہاتھ سے نہین جاتا - اسی نظر سے امام **شعرانی** نے میزان کبرے مین
بصفحہ ۳۰ کہا ہے **لا یکمل للمؤمن العمل بالشریعۃ کلھا وھو متقلد بمذھب واحد** اس جواب سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص ایک مذہب کی تقلید کسی
وجہ خاص سے کرے مثلاً اس مذہب کے مسایل کے دلایل اور ماخذ کو اپنے نزدیک
دگر دوسرے کے نزدیک نہ ہو) قوی یا محتاط پاوے (اور غالباً محدثین اور
اصولیین وغیرہ ائمہ کا انتساب بمذاہب خاصہ صرف اسی وجہ سے ہوا ہے اور امام
طحاوی - مغلطائی - شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی - امام نووی امام قرطبی شیخ
ابن تیمیہ حنبلی حافظ ابن القیم جیسے ائمہ اکابر نے اپنے حنفی شافعی حنبلی مالکی کہلایا ہے)
یا ایک مذہب کو اختیار کرنے مین سہولیت مدنظر رکھی یا جملہ کتب و مسایل دیگر مذاہب
سے اطلاع نہ ہو اور اس تخصیص کو وہ حکم شرعی نہ سمجھے اور بوقت ضرورت دوسرے مذاہب
کے احکام پر بھی عمل کر لیا کرے اور جن مسایل مین قوت ماخذ و دلایل جانب مخالف
مین پاوے انہین اپنے مذاہب کے اتباع سے دست بردار ہو جاوے (چنانچہ ائمہ مذکور
مین سے وقوع مین آیا ہے) تو ایسے شخص کے لئے تقلید مذہب معین جایز و مبارک ہے
اور اسمین کوئی نقصان نہین ہے اور اسمین اور تقلید غیر معین مین کوئی فرق نہین -

سوال پنجم - ترک بعض احکام شریعت بصورت ترک تقلید اور عمل بالحدیث لازم
آتا ہے جبکہ احادیث مختلفہ سے بعض احادیث پر عمل کیا جاتا ہے اور بعض کا عمل فوت ہوتا ہے

الجواب - جن احادیث کو موازنہ و مقابلہ و تحقیق سے چھوڑا جاتا ہے انکو بظن غالب احادیث
نبوی نہین سمجھا جاتا - لہذا انکے ترک عمل سے ترک عمل احکام شریعت لازم نہین آتا اور بلا وجہ

تقلید مذہب خاص مین چونکہ تحقیق و موازنہ نہین کیا جاتا اور نہ مقلد محض کی یہہ شان ہے کہ وہ تحقیق و موازنہ کرے لہذا اس مین بعض مواقع پر بعض احکام کے ترک عمل مین ترک شریعت کا لازم آنا ایک لازمی امر ہے

سوال ششم - جملہ مذاہب مستند بآیات و احادیث ہین تو پہر اہل حدیث کے نزدیک ایمہ اربعہ کے مسایل کیون بے اعتبار ہین +

الجواب جملہ مسایل کسی مذہب# کو کوی اہل علم بے اعتبار نہین کہتا اور جو

حنفی مذہب کی نسبت کسی نادان کو یہہ گمان ہے تو یہہ محض بہتان ہے

حنفی مذہب تو مذاہب اہل سنت سے ایک بڑا وسیع مذہب ہے جسکی پیرو کروڑون اہل اسلام چلے آئے ہین جنہین ہزارون علمائے محدثین و فقہا و صدہا اولیا شامل و داخل ہین - ہم اگر کسی چھوٹے مذہب اہل بدعت خارجی معتزلہ وغیرہ کو دیکھتے ہین تو اسکے بہی سبہی مسایل کو مردود و بے اعتبار نہین پاتے ⁘

یہہ مذاہب تو اسلامی کہلاتے ہین ہم اگر غیر اسلامی مذاہب ہنود و یہود و نصاری وغیرہ کو بچشم انصاف دیکھتے ہین تو ان مذاہب کے جملہ مسایل کو بے اعتبار نہین ٹہرا سکتے - بہت سے مسایل ان مین ایسے پائے جاتے ہین جو حق ہین اور مسایل اسلام کے مطابق -

کوئی نادان اگر حنفی مذہب کے دس بیس سو دو سو مسایل کو اپنی تحقیق کی رو سے مخالف حدیث پاکر اسکے سبہی مسایل کو بے اصل سمجہ لے تو یہہ اسکی بڑی بے انصافی اور غفلت ہے - وہ یہہ خیال نہین کرتا کہ ان مسایل مخالف حدیث کے مقابلہ مین مسایل موافق کتاب و سنت کی تعداد کس قدر ہے ؟ یہہ سوچین تو وہ ہزار بلکہ لاکہہ ہین - اور نہ یہہ خیال کرتا ہے کہ اس مخالفت قلیلہ جزئیہ سے

کہے وہ اہل علم نہین ہے جاہل بے خبر ہے صرف بعض مسایل اور اسکے دلایل
ہر ایک مذہب کو اس کا مخالف بے اعتبار سمجھتا ہے جیسا کہ بعض مسایل اپنے مذہب
کو بھی نا قابل اعتبار خیال کرتا ہے اور اس امر سے کسی مجتہد کے مسایل مذہب کو خصوصیت
نہین ہے *

سوال ہفتم - احادیث متعارضہ بین تطبیق و توفیق اور احادیث کے تصحیح و تضعیف
میں مجتہدین و فقہا کا اختلاف ہی اس مین غیر مقلد حق پر کس کو سمجھے اور کس فریق کا
اتباع کرے - اور اس اتباع مین کیا تقلید لازم آیگی ؟

اور کونسا مذہب حنبلی - مالکی شافعی بخاری وغیرہ خالی و بری ہے ؟
لہذا کوئی وجہ نہین ہے کہ اِس جزئی اور قلیل مخالفت کی نظر سے ہم اہل
مذہب اور اسکے جملہ مسایل کو مردود کہین اور اکثری اور کلی موافقت
کی نظر سے مقبول قرار دین اور نہ اسکی کوئی وجہ ہے کہ اس جزئی اور
قلیل مخالفت کی نظر سے صرف اسی ایک مذہب کو مردود قرار دین باقی
مذاہب اسلامیہ سُنیہ کو باوجود اس مخالفت جزی کے مقبول تسلیم
کرین *

ہمارے اس بیان مین کوئی شک ظاہر کرے تو ہم سے اِس قسم کی جزئی
مخالفت کا دوسری مذاہب کے مسایل مین ثبوت لے - اور جس قدر
مسایل مخالفہ کسی مذہب کے وہ پیش کرے اِس سے وہ چند (کم از کم)
مسایل موافقہ پورے کرلے -

بالفعل ہم اسکی تفصیل کا سلسلہ ہلانا نہین چاہتے اور مسایل مذہب امام ابوحنیفہ
کی نسبت امام شعرانی کے اقوال ہدیہ ناظرین کرتے ہین امام شعرانی
میزان کبریٰ کے صفحہ ۶۸ مین فرماتے ہین

الجواب اس صورت اختلاف مین صاحب بصیرت دلیل کا اتباع کرے اور جس جانب اختلاف کو دلیل کے نظر سے قوی سمجھے اوسکو حق پر اور جانب مخالف کو خطا پر سمجھے سو یہی بظن غالب نہ بسبیل قطع یقین کیونکہ ایسے امور اجتہادیہ مین یقین کسی جانب نہین ہوتا اور جو عامی فاقد البصیرت ہو وہ جس فریق سے حسن ظن

فقد بان لك يا اخي مما نقلنا عن
الائمة الاربعة وغيرهم ان
جميع الائمة المجتهدين دائرون
مع الادلة الشرعية حيث دارت
وانهم كلهم منزهون عن القول
بالرای في دين الله وان مذاهبهم
كلها محررة على الكتاب والسنة
كتحرير الذهب والجوهر وان اقوالهم
كلها ومذاهبهم كالثوب المنسوج
من الكتاب والسنة سدا ولحمة
منهما وما بقي لك عذر في التقليد
لاي مذهب شئت من مذاهبهم
فانها كلها طرق الى الجنة كما سبق
بيانه اواخر الفصل قبله وانهم كلهم
على هدى من ربهم وان ما طعن
احد في قول من اقوالهم الا لجهله
به اما من حيث دليله واما من حيث

ہمنے جو ائمہ اربعہ وغیرہ سے نقل کیا ہے
اس سے تجھے معلوم ہو گیا ہے کہ سبھی
مجتہد دلایل شرعیہ کے ساتھ ساتھ
پھر رہے ہین اور وہ سبھی دین مین
اپنی عقل سے کوئی بات کہنے سے محفوظ
ہین۔ اور انکے مذاہب کتاب و سنت
سے منقوش ہین جیسے کوئی چیز
سونے یا جواہرات سے مرصع ہوتی ہے
اور ان کے اقوال و مذاہب گویا
ایک کپڑا ہے کہ اسکا تانا بانا کتاب اللہ
و سنت ہے اب تجھے کسی مذہب
کی تقلید کرنے مین کوئی عذر نہ رہا
جس مذہب کی چاہے تو تقلید کر سکتا ہے
وہ سب کی سب بہشت کی راہین ہین
اور وہ سب ہدایت پر ہین اور جس نے
کسی امام کے قول پر طعن کیا تو وہ کیا
اس قول کی دلیل سے جاہل ہونیکے سبب طعن کرتا ہے

رکھتا ہو اس فریق کا اتباع کرے اس مین تقلید لازم آتی ہے تو آئے ایسے شخص کو ترک تقلید کی کب جائز ہے - اور اس وقت مین مطلق تقلید سے مستغنی کون ہے ایسے امور مین خواص کو تقلید مجتہدین سے چارہ نہین تو عوام کس گنتی مین ہین -

راقم ابوسعید محمد حسین لاہوری

وقد تقدم ذکر علیہ لاسیما الامام الاعظم ابوحنیفۃ النعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ الذی اجمع السلف و الخلف علی کثرۃ علمہ وورعہ وعبادتہ ووفقہ مدارکہ واستنباطاتہ کما سیاتی بسطہ فی ھذہ الفصول ان شاء اللہ تعالی وحاشاہ رضی اللہ عنہ من القول فی دین اللہ بالرای الذی لایشھد لہ ظاہر کتاب و السنۃ ومن نسبہ علی ذلک فبینہ وبینہ الموقف الذی یشیب فیہ المولود وسمعت سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ مرۃ یقول یجب علی کل مقلد الادب مع ائمۃ المذاھب کلھم -

وسمع مرۃ بعض الشافعیۃ یقول و فی ھذ الحدیث

یا اس لئے کہ اسکا ماخذ (جہان سے وہ لیا گیا ہے) نہایت دقیق ہے خاص کر اقوال امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جن کے علم و پرہیزگاری و عبادت کی کثرت اور ان کے دلایل اور استنباطون کے دقیق ہونے پر سلف وخلف کا اتفاق ہے - جناب ممدوح کو خدا تعالی کے دین مین محض عقل اور رائے سے جسپر کتاب و سنت کی شہادت نہ ہو بات کہنی بچائے جو شخص انکو اس تہمت سے متہم کرتا ہے اسمین اور امام اعظم مین وہ مقام (محشر) جسمین بچے بوڑہے ہو جائینگے فیصلہ کریگا - مین نے ایک دفعہ اپنے شیخ علی خواص کو یہہ کہتے سنا کہ ہر ایک مقلد پر (خواہ کسی مجتہد یا محدث کا ہو) سبھی آیمہ مذاہب کا ادب واجب ہے ،

انہون نے ایکدفعہ بعض شافعیون کو یہہ کہتے سنا